

زیارت نبویؐ

ڈاکٹر میر ولی الدین

زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مسجبات میں سے ہے جن کی بے حد تاکید کی گئی ہے
قریب لانے والے اعمال میں افضل ہے اور صاحب قدرت کے لیے قریب واجب کے ہے!

خوش آنکہ بندم در رہت بر ناقہ محمل از وطن!

خیزم چو گرد، اتم چو اشک، آسم بس، عظم بہ تن

(اوحدی)

کس قدر خوشی [کا موقع] ہے کہ میں نے اپنے وطن سے آپؐ کی طرف جانے والے راستے پر
اونٹنی پر کجاوہ ڈال لیا ہے (اور سفر شروع کر دیا ہے)۔ میں (اس سفر میں وفور شوق سے) گرد
راہ کی طرح اٹھتا ہوں، آنسوؤں کی مانند گرتا ہوں، یوں بے قراری کے عالم میں تڑپتے ہوئے اپنا
سفر مکمل کرتا ہوں۔

مدینہ رسولؐ کی راہ میں درود کے شغل سے بہتر کوئی شغل نہیں۔

”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ (الاحزاب ۳۳۔)

(۵۶)

من صل علی واحدة صلی اللہ علیہ عشاء (مسلم)۔

اس راستہ کو درود و سلام کے وردِ حق میں طے کرنا چاہیے، حبِ نبویؐ کا تقاضا یہی ہے۔

من مذهبہ حب النبی وصحبہ والناس فیما یعشقون مذاہب

تھی ”اور اس کے صحابہ“ سے محبت میرا مذہب ہے ”اور لوگوں کے لیے عشق جتانے کے اپنے
اپنے طریقے ہیں۔

جب مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر پڑتی ہے تو عاشق کے ذہن میں خیال آتا ہے کہ یہ وہ مبارک
شہر ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے پسند فرمایا ہے اور اس کو ان کا دار البجۃ بنایا ہے۔

یہ وہ مقام مقدس ہے جہاں آپؐ نے حق تعالیٰ کے فرائض و سنن مشروع فرمائے، اعدائے دین سے جہاد کیا اور حق تعالیٰ کے دین کو ظاہر کیا۔ اسی پاک زمین میں آپؐ نے اپنی زندگی بسر فرمائی، یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے جوار رحمت میں بلالیا اور آپؐ کی قبر مطہر اس میں مقرر فرمائی اور آپؐ کے دو وزیر، جو آپؐ کے احکام کی بجا آوری میں کامل تھے، آپؐ ہی کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی وہ فرط مسرت سے چیخ اٹھتا ہے۔ من و میثرب کہ بہ از نور بود خاک انجا! میرا میثرب میں ہونا کتنی خوش بختی کی بات ہے کہ یہاں (میثرب) کی خاک بھی نور سے زیادہ روشن ہے۔

بحر رحمت شود آں قطرہ کہ از وے ریزد چوں کند تاب سفر جہ عرقناک انجا

(مولوی احسان اللہ ممتاز)

یہ ایسی سرزمین (میثرب) ہے کہ اس کے سفر کرنے والے کا عرق ندامت بھی بحر رحمت بن جاتا ہے۔

جب عاشق رسول مدینہ منورہ کی پاک زمین پر قدم رکھتا ہے، تو اس کی زبان سے بے اختیار نکلتا ہے۔

اندر دو جہاں کعبہ ماکوئے محمدؐ محراب دل و جاں خیم ابروئے محمدؐ
دونوں جہانوں میں کوئے محمدؐ ہمارا کعبہ ہے اور محمدؐ کی ابرو کا خیم ہمارا دل و جاں کی محراب ہے۔

وہ دیوانہ وار حق تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے

اللہ! ایسے جذب محبت کو کیا کروں رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنا دیا
ہر قدم پر وہ یہ سوچتا ہے کہ اس مقام پر آقائے نامدارؐ کے قدم پڑے ہوں گے، قدم اٹھاتا ہے پھر ٹھہر جاتا ہے، بوہتا ہے، پھر تھم جاتا ہے۔

ترے کوچے میں ہم کل اس طرح سے جا بجا ٹھہرے

چلے، چل کر تھے تھم کر بڑھے، بڑھ کر ذرا ٹھہرے

اس گلی کے ہر ذرہ کو وہ اپنا دل سمجھتا ہے

ہم اس کوچے کے ہر ذرہ کو اپنا دل سمجھتے ہیں

تجلیاتِ محبت اس کو آگے قدم بڑھانے نہیں دیتیں۔

پایم بہ پیش از سر ایں کو نمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہے کیست
(نظیری)

میرے پاؤں اس کوچہ سے آگے نہیں بڑھتے۔ صاحبو! ذرا بتاؤ کہ یہ کس کی جلوہ گاہ ہے۔
اسی محبت کی تجلی میں وہ دیکھتا ہے کہ

کوچہ جاناں کا ہر ذرہ چراغ طور ہے

اپنے محبوب کا وہ خیال کرتا ہے 'حق تعالیٰ نے اپنی معرفت کس درجہ آپ کو عطا فرمائی تھی! آپ کے ذکر کو کس درجہ بلند فرمایا تھا کہ اپنے ذکر کے ساتھ اس کو ملا دیا تھا 'وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ' کی نوید سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا! آپ کی تعظیم کے ترک کرنے پر کیسی وعید فرمائی تھی 'گو آپ کی آواز پر اپنی آواز ہی کے بلند کرنے سے وہ ترکِ تعظیم کیوں نہ ہو' جبطِ اعمال اس کی سزا تھی!

وہ خیال کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان نیک بختوں پر کتنا بڑا احسان فرمایا جنہوں نے آپ کی صحبت پائی 'اور مشاہدہ جمالِ سماعتِ اقوال و ملاحظہ احوال سے سعادت حاصل کی' اور اپنے حال پر آنسو بہاتا ہے کہ یہ دولتِ سرمدی مجھے نصیب نہ ہوئی اور نہ آپ کے اصحابِ کرام کی صحبت ملی۔ دنیا میں تو آپ کو نہ دیکھا، آخرت میں بھی شاید آپ کی زیارت نگاہِ حسرت ہی سے ہو اور اعمالِ بد کے باعث آپ ہمیں قبول نہ فرمائیں 'کیونکہ آپ کا ارشاد مبارک ہے: "قیامت کے روز کچھ لوگوں کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ (ان میں اپنی امت کی بعض نشانیاں دیکھ کر) میں حق تعالیٰ سے عرض کروں گا 'حق تعالیٰ یہ میرے لوگ ہیں۔ ارشاد ہو گا کہ نہیں' تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا کام کیے ہیں۔ تب میں کہوں گا کہ مجھ سے دور ہو' مجھ سے دور ہو" (بخاری، مسلم)۔

یہ حال ان لوگوں کا ہو گا جنہوں نے شریعتِ مطہرہ کی توقیر نہیں کی 'سنتِ رسول کی قدر نہ سمجھی اور بدعت کو ترجیح دی! اب وہ اپنی حالت پر نظر ڈالتا ہے 'اس وعید سے کانپ اٹھتا ہے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے چیتا ہے۔

ہر چند گناہ بے شمار ست صد مرتبہ بے شمار توبہ!
ہر چند کہ میرے گناہ بے شمار ہیں۔ میں سو بار بلکہ بے شمار مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

شد ہر سرمو کنوں زبانی آرم بتو بار بار توبہ!
اب میرا ہر بال زبان بن گیا ہے اور میں تیرے حضور بار بار توبہ پیش کرتا ہوں۔

پھر عرقِ فحالت میں غرق ہو کر حق تعالیٰ سے التماس کرتا ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر روز محشر عذر ہائے من پذیر
یا اگر بنی حسام ناگزیر از نگاہ مصطفیٰ پناہ بگیر!

(اقبال)

خدا یا! تو دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے اور میں ایک عاجز فقیر ہوں، روز محشر میرے عذر قبول فرما! [میری درخواست ہے کہ میرا حساب کتاب نہ ہوتا، ہم] اگر میرا حساب ہوتا ہی ضروری ہو تو (پھر میری یہ درخواست ہے کہ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔

پھر امید ورجا کی موج اس کے سینہ میں اٹھتی ہے۔ وہ اس امر کا احساس کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے اس کو سرفراز فرمایا، اپنے محبوب کی زیارت کے لیے وطن سے نکال کر اس مقدس مقام پر پہنچایا، حظ دنیا یا تجارت اس سفر سے اس کو مقصود نہ تھا، فقط آپ کی بے پایاں محبت اور آپ کے آثار کے دیکھنے کے شوق ہی نے اس کو وطن مالوف سے نکالا، زندگی میں جب آپ کا دیدار نصیب نہ ہوا تو اس نے اس پر ہی قناعت کی کہ آپ کی مسجد مبارک میں حاضر ہو کر آپ کی قبر اطہر کی دیوار پر ہی نظر ڈالے۔

غربت گر روی بشہر و دیار روی در مسجد مصفاکن
دوست را گر نمی توانی دید خانہ دوست را تماشا کن
اگر کسی ملک اور شہر کے سفر کا قصد ہے تو مسجد مصفا کی جانب رخ کر۔ اگر تو دوست کو نہیں دیکھ سکا تو دوست کے گھر ہی کا نظارہ کر لے۔

جب حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ سامان مہیا کر دیے، تو اب اس کی رحمت سے یہی توقع ہے کہ وہ اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے۔
مسجد نبویؐ میں قدم رکھتا ہے تو یہ سوچتا ہے کہ یہ وہ مقدس جگہ ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم اور مسلمانوں میں سے اول اور افضل لوگوں کے لیے تجویز فرمایا اور جو حق تعالیٰ کی نظر میں ”محبوب و مطلوب و پسند“ رہے ہیں۔

جانتا ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سب سے پہلے حق تعالیٰ کے فرائض ادا ہوئے، اور کامل عبودیت کے ساتھ ادا ہوئے۔ یہی وہ زمین ہے جس میں تمام مخلوق سے افضل و برتر لوگ حالت حیات و حالت ممات میں جمع ہیں۔ اب وہ توقع کرتا ہے کہ حق تعالیٰ اس پر بھی رحم فرمائیں گے، اور دل ہی دل میں عرض کرتا ہے۔

بضاعت نیا وردم الا امید خدایا ز غفوم کمن تا امید
(سعدی)

[بخشش کی] امید کے سوا میں اور کوئی جمع پونجی نہیں لایا، خدایا مجھے غفو و کرم سے ناامید نہ کر۔

پھر مسجد مبارک میں خشوع و تعظیم سے داخل ہوتا ہے، زبان پر یہ دعا ہوتی ہے:

اللَّهُمَّ هَذَا أَحْوَجُ رُسُولِكَ فَاجْعَلْهُ لِي رِقَابَةً مِنَ النَّارِ وَأَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَسُورَةً لِحِسَابِ اللَّهِ أَفْتَحُ لِي
أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَأَرْزُقْنِي فِي زِيَارَةِ نَبِيِّكَ مَا رَزَقْتَهُ وَأَوْثَانِكَ وَأَهْلَ طَاعَتِكَ وَاعْفُ عَنِّي وَأَرْحَمْنِي يَا
خَيْرَ مُسْتَوَلٍ -

اے اللہ! تیرے رسول کا حرم ہے، تو اسے میرے لیے جہنم کی آگ سے اور سخت باز پرس سے
اور دردناک عذاب سے بچنے کا ذریعہ بنا دے۔ اے اللہ! تو مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول
دے، اور اپنے نبی کی ایسی زیارت عطا فرما جیسی تو نے اپنے اولیاء اور اطاعت شعار بندوں کو
نصیب فرمائی۔ میرے گناہ بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ اے سب سے اچھے سوال کیے جانے
والے!

پھر نیت اعتکاف الی الخروج کر کے روضہ جنت کی طرف بڑھتا ہے، اور محراب نبوی کے پاس
ممکن ہو تو مصلی نبوی یا اس سے متصل یا منبر کے پاس، اور نہ ہو سکے تو کسی ایک مقام پر تحیۃ المسجد کی دو
رکعتیں ادا کرتا ہے، پھر اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اور رضا، توفیق خیر،
قبول اعمال و بلوغ مقاصد کی دعا کرتا ہے! دعا کے الفاظ یہ ہوتے ہیں:-

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذِهِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَكَوَّمْتَهَا وَمَجَّدْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُورِ نَبِيِّكَ
وَحَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اللَّهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهُ وَمَأْتَرَهُ الشَّرِيفَةَ فَلَا تُخْرِمْنا
يَا اللَّهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ فَضْلِ كِفَاةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِنَا فِي زَمَوْتِهِ وَتَحْتَ لَوَائِهِ وَامْتِنَا
عَلَى مَحَبَّتِهِ وَمَوْتِهِ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِ الْمَوْدُودِ دَبِيدَ الشَّرِيفَةِ شَرِيفَةً لَا نَظْمًا بَعْدَهَا أَبَدًا إِنَّكَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اے اللہ! یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ آپ نے اس کو شرف بخشا ہے، عزت دی
ہے، عظمت و بزرگی دی ہے اور اس کو اپنے حبیب و نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور
کیا ہے۔ اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں اس دنیا میں اس کی زیارت اور اس کے باعزت آثار
تک پہنچایا ہے تو اے اللہ آخرت میں بھی ہمیں محمد کی شفاعت کی فضیلت سے محروم نہ کرنا اور
ہمارا حشر ان کے گروہ اور ان کے جھنڈے کے نیچے کرنا اور ہمیں ان کی محبت اور ان کے ملت پر
موت دینا، اور ہمیں ان کے حوض سے کہ جس پر لوگ آئیں گے آپ کے ہاتھ سے سیراب

کرنا۔ ایسی سیرابی جو مبارک ہو اور جس کے بعد ہم کبھی پیاسے نہ ہوں۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر زیارت کی نیت سے نہایت ادب و خشوع کے ساتھ روضہ پاک کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کے آنے کھڑے ہونے اور زیارت کرنے کا علم ہوتا ہے اور اس کا درود و سلام آپ کی خدمت مبارک میں پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: "من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشرۃ" (مسلم)۔

یہ جزا تو صرف زبان سے درود پڑھنے کی ہے، جب وہ خود زیارت کے لیے تمام بدن سے حاضر ہوا ہے تو اس کا بدلہ کس قدر عظیم الشان ہوگا!

اب وہ اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے:

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيمُ وَالرَّسُولُ الْعَظِيمُ وَالْحَبِيبُ الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ يَازُظْ
يَا بُرَيْسَ يَا بُشَيْرَ يَا سِرَاجَ يَامُؤْمِنِينَ يَامُقَدِّمَ جَيْشِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ أَعْظَمُهُ قَطَابَ مَنْ طَيَّبَتْ الْقَاعَ وَالْأَكَمَ
نَفْسِي الْفِدَاءُ بِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ رَفِيقَ الْعَقَافِ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
أَنْتَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُكَ عِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا مَا زُلَّتِ الْقَدَمُ

درود و سلام ہو آپ پر، اے ہمارے سردار محمد، بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم، اے طہ، اے یسین، اے بشارت دینے والے، اے چراغ، اے روشن کرنے والے، اے انبیاء و مرسلین کے لشکر کے سردار، خاک میں جو ہڈیاں دفن کی گئیں تو ان میں بہترین ہے۔ ان کی خوشبو سے پہاڑیاں منک انھیں جس قبر میں آپ سکونت پذیر ہیں، اس پر میری جان فدا ہو۔ یہاں پاکی سخاوت و بزرگی مدفون ہے۔ آپ ہی وہ محبوب ہیں جن کی شفاعت کے، پل صراط پر سب امیدوار ہیں۔

پھر صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے!

پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منبر شریف کے پاس حاضر ہوتا ہے اور تصور کرتا ہے کہ گویا آپ منبر پر چڑھے کھڑے ہیں اور مہاجرین و انصار آپ کے گرد حلقہ کیے ہوئے ہیں اور آپ ان کو خطبہ میں حق تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب و ہمت دلا رہے ہیں اور نافرمانی سے روک رہے ہیں اور ذرا رہے ہیں۔

دل میں توحید پر جینے مرنے کا پختہ عزم کرتا ہے، حضورؐ کی محبت کو قلب میں اور زیادہ رائج کرتا

ہے اور آپ کی سنتِ مطہرہ پر ساری عمر عمل کا پورا ارادہ کرتا ہے، اس عقیدہ کو پختہ کرتا ہے کہ حق تعالیٰ ہر حال میں اس کے نگران ہیں (اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ يَوْمِي) اس کے دل کے وسوسوں اور خفیہ خطرات و خیالات کو دیکھتے اور جانتے ہیں تاکہ سب کاموں میں ادب کا غاظ رکھے، جیسے کہ کوئی شخص کسی بادشاہ کی نظروں کے سامنے ہے، ہر وقت گردن جھکائے اور ہر کام میں ادب! اس یقین کو بھی دل میں مضبوط کرتا ہے کہ ”فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ“ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ! ”یعنی طاعات کو ثواب سے ایسی نسبت ہے کہ جیسے غذا کو پیٹ بھرنے سے، اور گناہوں کو عذاب سے وہ تعلق ہے جو زہر کو ہلاکت سے! عزم کرتا ہے کہ اپنے تمام حرکات و سکنات، خطرات و لطمات، لفقات و فتنات، عذرات و خجرات پر ہمیشہ نظر رکھے گا اور تقویٰ کے اختیار کرنے میں اور ہر برائی سے اجتناب کرنے میں مبالغہ سے کام لے گا، بحول اللہ وقوت۔

آخر میں اس تسکین بخش عقیدہ کو بھی پختہ کرتا ہے کہ رزق کی کفالت خود حق تعالیٰ نے فرمائی ہے، یہ کہہ کر کہ مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَيْنَا اللّٰهُ رِزْقُهَا يَوْمَ رِزْقِهَا ”یہ رزق ضرور ملے گا“ جتنا مقدر ہے وہ قطعاً پہنچ کر رہے گا، طلب رزق بطور شرعی کرنا چاہیے اور جو چیز فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرنا چاہیے۔ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلِتُنْفِقُوا اِمَّا اَنْفُسَكُمْ۔ (الحمدیرہ ۵: ۲۳) منبر شریف کے پاس پہنچ کر تصور کرتا ہے کہ کچھ ان ہی یقینات پر حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) زور دے رہے ہیں اور وہ انہیں اپنے قلب میں اتار رہا ہے اور اپنے تحت شعوری نفس میں انہیں پختہ کر رہا ہے۔

حج و زیارت کے اعمال میں یہ ہے دل کا وظیفہ، جس کے اجمال کا ذکر ہوا۔ اس طرح فارغ ہو کر حاجی فرط مسرت سے چیخ اٹھتا ہے

مازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است اتم پپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ ز غم دست خویش را کو دامت گرفتہ بسویم کشیدہ است
میں اپنی ان آنکھوں پر ناز کرتا ہوں کہ انہیں تیرے جمال کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ میں اپنے پاؤں کی خوش بختی پر نازاں ہوں کہ یہ آپ کے کوچہ تک پہنچے ہیں۔ میں ہر لمحہ اپنے ہاتھوں کو چومتا ہوں کہ انہوں نے آپ کا دامن پکڑا اور میری طرف کھینچ لیا۔